

سلیمان بن موسیٰ الدمشقی الاموی پر کفایت اللہ سنابلی کا رد بقلم احمد پرنسہوی

سلیمان بن موسیٰ الدمشقی الاموی پر امام بخاری کی جرح میں کفایت اللہ صاحب کا تعاقب:

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا:

عندہ منا کیر (الضعفاء للبخاری: ۱۴۸)

ان کے حوالے سے منکر روایات منقول ہیں۔

وقال: منکر الحدیث انالاروی عنہ شیئاروی سلیمان بن موسیٰ باحدیث عامتھا منا کیر (علل الکبیر الترمذی ص 257)

اور امام بخاری کہتے ہیں سلیمان بن موسیٰ منکر الحدیث ہے میں نے اس سے کچھ بھی روایت نہیں کیا اور ان کے روایت کردہ احادیث اکثر منکر ہوتی ہیں۔

یعنی امام بخاری کے نزدیک سلیمان بن موسیٰ کے اکثر روایات منکر ہیں اس لیے انہوں نے سلیمان بن موسیٰ سے ایک بھی روایت نہیں لی۔

امام ذہبی میزان میں امام بخاری کے قول منکر الحدیث کے تعلق سے نقل کرتے ہیں:

نقل ابن القطان أن البخاري قال: من قلت فيه (منكر الحديث) فلا تخل رواية حديثه. اهـ (میزان الاعتدال)

ابن قطن نے نقل کیا امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں میں کہہ دوں کہ یہ منکر الحدیث ہے تو اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے۔"

کفایت اللہ صاحب نے ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ کے قول میں تحریف کرتے ہوئے یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ سلیمان بن موسیٰ کی کچھ احادیث میں اضطراب ہوتا ہے

کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں

"ابو حاتم الرازی اس کو سچا بتاتے ہوئے اس کی صرف چند روایات میں اضطراب بتلایا ہے۔" (انوار البدر ص 193 تھرڈ ایڈیشن)

جبکہ ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ کا قول کیا ہے دیکھتے ہیں

قال ابو حاتم: محله الصدق وفي حديثه بعض الاضطراب (الجرح والتعديل ج 4 ص 141)

ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ نے کہا ان کا مقام صدق ہے البتہ اس کی حدیثوں میں کچھ اضطراب پایا جاتا ہے۔

ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ کے مطابق سلیمان بن موسیٰ کے روایات میں کچھ اضطراب پایا جاتا ہے آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ کفایت اللہ صاحب نے کس طرح ہاتھ صاف کیا۔

یعنی کہ ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ بھی کہتے تھے کہ سلیمان بن موسیٰ کی روایات میں کچھ کمزوری ہوتی ہے۔

اس کے بعد کفایت اللہ صاحب امام ذہبی کے حوالہ سے احتمال پیش کر رہے ہیں کہ ہو سکتا ہے نکارت کے ذمہ دار ان سے اوپر کے راوی ہو۔

اس کو سمجھنے سے پہلے ہم امام ذہبی کا قول دیکھ لیتے ہیں وہ کیا کہے رہے ہیں۔۔

وهذه الغرائب التي تستنكره يجوز أن يكون حفظها (ميزان الاعتدال 2/226)

اور یہ غریب روایات جس میں سلیمان بن موسیٰ سے نکارت کی بات کی جاتی ہے ممکن ہے ان احادیث کو آپ نے یاد کر رکھا ہو۔

امام ذہبی کہے رہے ہیں یہ غریب روایات۔۔۔۔۔

اگر آپ میزان الاعتدال دیکھیں گے تو وہاں سلیمان بن موسیٰ کی تین روایات امام ذہبی نے اس قول سے پہلے نقل کی یعنی یہ غریب روایات وہی ہیں جو امام ذہبی نے نقل کی اور آپ اسی کے تعلق سے کہے رہے ہیں کہ ہو سکتا ہے وہ روایات ان کو یاد ہو۔

جبکہ کفایت اللہ صاحب ترجمہ کرتے ہیں "سلیمان بن موسیٰ کی جن غریب احادیث میں۔۔۔۔۔"

یعنی موصوف "هذه الغرائب" کا معنی "جن غریب روایات" کر رہے ہیں۔

اور موصوف "جن" کو سلیمان بن موسیٰ کے تمام روایات پر فٹ کر رہے ہیں۔۔

یہ شیخ کفایت اللہ نے دوسرا فراڈ کیا ہے۔۔

امام ذہبی نے وہی روایات کے بارے میں کہے رہے ہیں جسکا انہوں نے میزان میں تذکرہ کیا جبکہ کفایت اللہ صاحب امام ذہبی کے قول کو سلیمان بن موسیٰ کے تمام روایات پر چسپاں کر رہے ہیں۔
امام ذہبی کے قول میں تخصیص ہے کہ جو روایات انہوں نے میزان میں سلیمان بن موسیٰ کے نقل کیے ہیں صرف اسی کے بارے میں کہے رہے ہیں کہ ہو سکتا ہے وہ روایات ان کو یاد ہو۔

دوسری بات امام ذہبی نے احتمالاً کہا ہے اس کو یقینی طور پر کیسے لیا جاسکتا ہے
اگر مان بھی لیں کہ نکارت کے ذمہ دار ان سے اوپر کے راوی ہوں تو سند میں کوئی ضعیف و منکر راوی بھی تو چاہیے جس کے سر یہ مناکیر ڈال سکیں اور اگر سند میں کوئی ضعیف اور منکر راوی نہ ہو تو یہ مناکیر کس کے کھاتے میں جائیں گے؟؟

اسی طرح رئیس ندوی صاحب نے بھی غایۃ التحقیق میں ترجمہ میں فراڈ کیا ہے اور کفایت اللہ صاحب نے انہی کی پیروی کی ہے۔

امام ذہبی تو اپنی کتاب المغنی فی الضعفاء (ج 1 ص 408 رقم 2630) پر امام بخاری کا قول عندہ مناکیر اور امام نسائی کا قول لیس بالقوی ہی نقل کرتے ہیں اور کوئی رد نہیں۔

اسی طرح دیوان الضعفاء والمترو کین رقم 1783 پر بھی سلیمان بن موسیٰ الاشدق پر یہی دو امام بخاری اور امام نسائی رحمہم اللہ کے اقوال نقل کرتے ہیں اور کوئی توثیق نقل نہیں کرتے۔۔

سلیمان بن موسیٰ الدمشقی امام ابو احمد الحاکم کی نظر میں:

امام ابو احمد الحاکم رحمہ اللہ نے کہا:

فی حدیثہ بعض المناکیر (الاسامی والکنی لأبی احمد الحاکم 289/1)

اس کی حدیثوں میں کچھ مناکیر ہیں

اس پر کفایت اللہ صاحب کہتے ہیں "یہ بعض مناکیر کی وجہ سلیمان بن موسیٰ نہیں بلکہ ان کے اوپر کارواہی ہو سکتا ہے" عرض ہے یہ موصوف امکانی بات کر رہے ہیں جبکہ امام بخاری نے صاف الفاظ میں سلیمان بن موسیٰ کو منکر الحدیث کہا ہے اگرچہ سلیمان بن موسیٰ کے اوپر کارواہی ہو بھی تو سند میں کوئی ضعیف اور منکر راوی بھی تو ہونا چاہیے جس کے سر یہ مناکیر ڈالے جاسکے اور اگر کوئی نہ ہو تو یہ سلیمان بن موسیٰ کے کھاتے میں ہی جائیں گے۔

موصوف آگے لکھتے ہیں "جیسا کہ امام ذہبی نے صراحت کی"
ہم نے ما قبل میں امام بخاری کی جرح میں دیکھا کہ امام ذہبی نے یہ کہا کہ
بجوز ان یكون حفظها (میزان الاعتدال 2/226)
ہو سکتا ہے وہ مناکیر سلیمان بن موسیٰ نے یاد کر رکھے ہو۔
یہ بات امام ذہبی نے ان خاص روایات کے تعلق سے کہی ہے جس کا انہوں نے میزان میں تذکرہ کیا۔

امام ذہبی کی اس بات کو علی الاطلاق سلیمان بن موسیٰ کے تمام روایات پر لینا درست نہیں۔
اللہ اعلم۔

سلیمان بن موسیٰ امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ کی نظر میں:

قال ابو حاتم: محله الصدق وفي حديثه بعض الاضطراب (الجرح والتعديل ج 4 ص 141)
ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ نے کہا ان کا مقام صدق ہے البتہ اس کی حدیثوں میں کچھ اضطراب ہے۔

اس جرح پر کفایت اللہ صاحب تبصرہ کرتے ہیں کہ
"امام ابو حاتم نے صرف ان کی بعض حدیثوں میں اضطراب بتلایا ہے یعنی ان کی اکثر احادیث صحیح و سالم ہیں"

پہلے ہم امام ابو حاتم کے قول پر نظر ڈالتے ہیں کہ امام ابو حاتم سلیمان بن موسیٰ کے تعلق سے کیا فرما رہے ہیں

وفی حدیث بعض الاضطراب

ان کے حدیثوں میں کچھ اضطراب ہے

یعنی امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ کے مطابق ان کی حدیثوں میں اضطراب ہے نہ کہ ان کی بعض حدیثوں میں۔

کفایت اللہ صاحب جس طرح ترجمہ کر رہے ہیں اس کے لیے اس طرح قول ہوگا

وفی بعض حدیث الاضطراب

یعنی ان کی بعض حدیثوں میں اضطراب ہے۔

کفایت اللہ صاحب کو اپنے مفہوم کے مطابق ترجمہ کرنا تھا اس لیے انہوں نے اس کے مطابق ترجمہ کیا۔ ہم اس کے لیے کچھ

مثالیں دیتے ہیں جس سے یہ آپ کو سمجھنے میں مدد ملے گی یہ بات بچہ بھی سمجھتا ہے یہی ہم یہاں وضاحتاً نقل کر دیتے ہیں۔

1- قال العقيلي: أيوب بن محمد

يُحْمُ فِي بَعْضِ حَدِيثِهِ (الضعفاء الكبير للعقيلي 116/1)

یہ اپنی بعض روایات میں وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔

2- قال ابن عدي: سليمان بن أبي سليمان

فِي بَعْضِ رَوَايَاتِهِ (مناكير) الكامل في الضعفاء الرجال رقم: 739)

اس کی بعض روایات منکر ہیں۔

3- وقال البخاري: سويد بن عبد العزيز

فِي بَعْضِ حَدِيثِهِ (نظر). الميزان 252/2)

اس کی بعض روایات میں نظر ہے۔

4- ابن عدي نے کہا: ”وفی بعض حدیثه نكرة“

اور اس کی بعض حدیثوں میں منکر روایات ہیں۔ (اکمال 3/1004)

اب آپ بالکل سمجھ گئے ہوں گے اور اس سے آپ یہ بھی اندازہ لگا رہے ہوں گے کہ یہ موصوف کس قدر ہاتھ صاف کرنے میں ماہر ہیں۔

اس کے بعد کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں "اصول حدیث کا بنیادی قانون ہے کہ غالب حالت کا ہی اعتبار ہوتا ہے اس لیے غالب حالت کے اعتبار سے ان کی احادیث صحیح و سالم ہیں۔"

موصوف اپنا مان مانی ترجمہ کر کے اصول حدیث کے قانون سے خطرناک دھوکہ دے رہے ہیں جبکہ ترجمہ ہی غلط ہے تو کہاں سے غالب حالت اور کہاں سے سلیمان بن موسیٰ کی احادیث صحیح و سالم۔

معلوم ہوا سلیمان بن موسیٰ ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ کے نزدیک محلہ صدق تو ہے اور ساتھ میں ان کی حدیثوں میں کمزوری کے بھی قائل ہیں۔

سلیمان بن موسیٰ امام زکریا بن یحییٰ الساجی رحمہ اللہ کی نظر میں:

امام زکریا بن یحییٰ رحمہ اللہ نے فرمایا:

عندہ مناکیر (اکمال تہذیب الکمال لمغلطائی) (6/100)

ان کے پاس منکر روایات ہیں۔

کفایت اللہ صاحب کہتے ہیں "اس سے راوی کی تضعیف نہیں ہوتی۔"

عرض ہے کہ پہر جو محدثین کہے رہے ہیں کہ ان کے پاس مناکیر ہیں یا یہ منکر روایت بیان کرتے تھے تو ان کے بیان کردہ مناکیر کا کیا ہوگا؟؟

ہم کہتے ہیں ان پاس جو منکر روایات ہیں وہ تو منکر ہی رہنے والے ہیں الایہ کہ ان کا کوئی متابع نہ مل جائے۔

اس کے بعد کفایت اللہ صاحب تبصرہ کرتے ہیں "کسی راوی کے پاس مناکیر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اس کا ذمہ داریہ راوی ہی ہو بلکہ یہ بھی ممکن ہے یہ مناکیر اس کے اوپر کے رواۃ کی طرف سے ہو اور یہ ان سے بری ہو۔" اس کے لیے موصوف نے امام حاکم کا امام دارقطنی کا سوال نقل کیا

قال الحاکم: قلت فسلیمان بن بنت شرجیل؟ قال: ثقة. قلت: أليس عنده مناکیر؟ قال: حدث بھ عن ضعفاء، فأما هو وثقة
(سؤالات الحاکم للدارقطنی ص 217)

امام حاکم کہتے ہیں،

میں نے کہا سلیمان بن بنت شرجیل؟ امام دارقطنی نے کہا ثقہ ہے میں نے کہا کیا اس کے پاس مناکیر ہے؟ امام دارقطنی نے کہا یہ مناکیر وہ ضعفاء سے روایت کرتا ہے لیکن وہ خود ثقہ ہے۔

یعنی موصوف یہ بتلانا چاہ رہے ہیں کہ یہ تو ثقہ ہیں لیکن مناکیر ضعفاء نے بیان کیں۔

عرض ہے یہاں پر سلیمان بن بنت شرجیل کے لیے سوال کیا گیا اور امام دارقطنی نے صراحتاً جواب دیا کہ وہ خود ثقہ ہیں اور اسی طرح ابن حبان، ابن معین رحمہم اللہ وغیرہ نے بھی صراحتاً سلیمان بن بنت شرجیل کے بارے میں فرمایا۔ چلیے ہم دیکھ لیتے ہیں دوسرے محدثین سلیمان بن بنت شرجیل کے تعلق سے کیا کہتے ہیں۔
قال معاویۃ بن صالح عن یحییٰ بن معین: ثقة إذا روی عن المعروفین .

ابن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں سلیمان بن بنت شرجیل ثقہ ہے جب معروف راویوں سے روایت کرے۔

اسی طرح قال ابن حبان: یعتبر حدیثہ إذا روی عن الثقات المشاہیر فأما روايته عن الضعفاء والجاہیل ففیہا مناکیر (الثقات ابن حبان 278/8)

ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا ان کی حدیثوں پر اعتبار کیا گیا جب وہ مشہور ثقات سے روایت کرتے اور جو روایت انہوں نے ضعفاء اور مجہول راویوں سے روایت کیے تو وہ مناکیر ہیں۔

دوسری بات امام ذہبی نے تو اس بات کی بھی صراحت کر دی کہ سلیمان بن بنت شرجیل مطلق طور پر ثقہ ہے۔

فائدہ ثقہ مطلقاً (المیزان 313/2)

یعنی محدثین نے سلیمان بن بنت شرجیل کے تعلق سے صراحتاً فرمادیا لیکن اس طرح کی بات کسی بھی محدث نے صراحتاً سلیمان بن موسیٰ الدمشقی کے لیے نہیں کہی کہ ان کے بیان کردہ مناکیر کے ذمہ دار بھی ضعیفاء اور مجہولین ہیں۔

دوسری بات امام بخاری، امام زکریا بن یحییٰ اور امام ابو احمد الحاکم رحمہم اللہ نے بالجزم کہا کہ سلیمان بن موسیٰ کے پاس مناکیر ہیں اور کسی نے بھی یہ بات نہیں کہی کہ "ہو سکتا ہے یہ مناکیر اوپر کے رواۃ کی طرف سے ہو۔" اور کفایت اللہ صاحب کا احتمالاً کہنا جزم کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

امام ذہبی نے میزان میں سلیمان بن موسیٰ کی جن روایتوں کے تعلق سے کہا کہ ہو سکتا ہے وہ ان کو یاد ہوگی انہوں نے بھی یقینی طور پر نہیں کہا اور انہوں نے یہ بھی نہیں کہا کہ وہ ثقہ ہے۔

دوسری بات امام ذہبی نے یہ بات سلیمان بن موسیٰ کی تمام روایت کے تعلق سے بھی نہیں کہی کہ بلکہ ان چند روایت کے تعلق سے کہی جسکا انہوں نے میزان میں تذکرہ کیا۔

معلوم ہوا سلیمان بن موسیٰ کے مناکیر کے تعلق سے کسی بھی محدث نے صراحتاً یہ نہیں بتلایا کہ ان کے مناکیر کے ذمہ دار ضعیفاء اور مجہولین ہیں لہذا کفایت اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ "ممکن ہے سلیمان بن موسیٰ کے بیان کردہ مناکیر ان کے اوپر کے رواۃ کی طرف سے ہو اور یہ ان سے بری ہو" درست نہیں اسی طرح کسی ثقہ راوی کے بارے میں کہی گئی بات کو ضعیف راوی پر فٹ کرنا اصول حدیث سے کھلواڑ اور قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے باطل و مردود ہے۔

دوسری بات امام بخاری، امام زکریا بن یحییٰ اور امام ابو احمد الحاکم رحمہم اللہ نے بالجزم کہا کہ سلیمان بن موسیٰ کے پاس مناکیر ہیں اور کسی بھی محدث نے صراحتاً یہ بات نہیں کہی کہ "ہو سکتا ہے ان کے مناکیر کے ذمہ دار اوپر کے رواۃ ہو۔" اور کفایت اللہ صاحب کا احتمالاً کہنا جزم کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

سلیمان بن موسیٰ یحییٰ ابن معین رحمہ اللہ کی نظر میں:

امام دارمی نے کہا:

قلت له ما حال سليمان بن موسى في الزهري فقال ثقة (تاريخ ابن معين برواية الدارمی 46/1)

ترجمہ: امام دارمی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے ابن معین رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ سلیمان بن موسیٰ کا زہری سے روایت کرنے میں کیا حال ہے تو انہوں نے فرمایا ثقہ ہے۔

امام دارمی نے صرف زہری سے روایت کرنے کے تعلق سے سوال کیا نہ عموماً۔ اگر ان کو عموماً سوال کرنا ہوتا تو امام دارمی اس طرح سوال کرتے جس طرح انہوں نے انہوں نے دوسرے راویوں کے لیے سوال کیا۔ ان میں سے ایک سوال دیکھ لیتے ہیں۔

قلت فسليمان التيمي فقال ثقة (تاريخ ابن معين برواية الدارمی 49/1)

ترجمہ: امام دارمی کہتے ہیں میں نے کہا سلیمان التیمی تو کہا ثقہ ہے۔
اسی طرح بہت ساری تراجم دیے جاسکتے ہیں جس میں امام دارمی نے عموماً سوال کیا۔

کفایت اللہ صاحب یہاں پر صرف ابن معین رحمہ اللہ کا جواب نقل کرتے ہیں اور امام دارمی کا سوال کھا جاتے ہیں کیونکہ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا کہ امام دارمی نے امام زہری کے حوالے سے سوال کیا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابن معین رحمہ اللہ کا توثیق کا قول صرف امام زہری سے روایت کرنے میں ہے اس قول کو مطلقاً توثیق کا قول بغیر کسی عمومی توثیق کے قرار دینا پرلے درجہ کی بیوقوفی ہے اور کفایت اللہ صاحب کو کہاں سے اتہار بیٹل مل گی کہ خاص کو عام کریں جبکہ محدثین نے بھی اس توثیق کو امام زہری سے روایت کرنے میں خاص کیا ہے۔ دیکھیں امام مزنی رحمہ اللہ نے کہا۔

وقال عثمان بن سعيد الدارمی: قلت ليحيى ابن معين: سليمان بن موسى ما حاله في الزهري؟ فقال ثقة. (تهذيب الكمال في أسماء الرجال)

عثمان بن سعید الدارمی رحمہ اللہ نے کہا: میں نے یحییٰ ابن معین رحمہ اللہ سے کہا سلیمان بن موسیٰ کا امام زہری سے روایت کرنے میں کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ثقہ ہے۔

اسی طرح امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا

وروی عثمان بن سعید عن یحییٰ قال: سلیمان بن موسیٰ عن الزهري ثقة (میزان الاعتدال)

عثمان بن سعید رحمہ اللہ نے امام ابن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا کہ سلیمان بن موسیٰ زہری سے روایت کیا وہ ثقہ ہے۔

اس قول سے یہ سمجھنے میں یہ غلطی نہیں کرنی چاہیے کہ امام ذہبی نے ابن معین کا مطلقاً ثقہ کا قول نقل کیا کیونکہ ہم نے اصل مراجع تاریخ ابن معین میں امام دارمی کا ابن معین رحمہ اللہ سے سوال دیکھا جس میں انہوں نے زہری سے روایت کرنے میں ثقہ کہا ہے۔

اور اسی طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بھی صراحتاً کہتے ہیں

عن ابن معین ثقة في الزهري (تہذیب التہذیب)

ابن معین رحمہ اللہ نے زہری سے روایت کرنے میں ثقہ کہا ہے۔

لہذا ابن معین رحمہ اللہ نے سلیمان بن موسیٰ کو زہری سے روایت کرنے میں ثقہ کہا ہے۔

یحییٰ بن اکثم سے سلیمان بن موسیٰ کی توثیق کفایت اللہ صاحب کی نظر میں:

کفایت اللہ صاحب ابن اکثم سے سلیمان بن موسیٰ کی توثیق اکمال سے نقل کرتے ہیں

ثقة وحديثه صحيح عندنا (اکمال تہذیب اکمال لمغلطائی 6/99)

یہ ثقہ ہے اور ان کی حدیث ہمارے نزدیک صحیح ہے۔

سب سے پہلے ہم اکمال لمغلطائی سے مکمل قول دیکھتے ہیں۔

حافظ مغلطائی حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں

وقال یحییٰ بن اکثم۔ وسأله یحییٰ بن معین ثقة وحديثه صحيح عندنا

ترجمہ: یحییٰ بن اکثم نے کہا۔ جبکہ یحییٰ بن معین نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تھا۔ کہ وہ ثقہ ہے اور ہمارے نزدیک ان کی حدیث صحیح ہے۔

کفایت اللہ صاحب اس کے بعد ایک نوٹ لکھتے ہیں:
حافظ مغلطائی نے یحییٰ بن اکثم کی کتاب "زہرة المتعلمین فی اُسماء مشاہیر المحدثین" کا تذکرہ کیا ہے۔ دیکھیں

امام یحییٰ بن اکثم القاضی رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۴۲) نے کہا:

”ثقة وحديثه صحيح عندنا“^②

”یہ ثقہ ہیں اور ان کی حدیث ہمارے نزدیک صحیح ہے۔“

نوٹ: حافظ مغلطائی نے امام یحییٰ بن اکثم کی کتاب "زہرة المتعلمین فی اُسماء مشاہیر المحدثین" کا تذکرہ کیا ہے۔^③

کفایت اللہ صاحب حاشیہ میں اس کا حوالہ دیتے ہیں دیکھیں (اکمال تہذیب الکمال لمغلطائی 281/12)
جب ہم نے اکمال تہذیب الکمال کی طرف رجوع کیا تو وہاں ہمیں حافظ مغلطائی حنفی رحمہ اللہ کا اس طرح قول ملا

قال صاحب (زہرة المتعلمین فی اُسماء مشاہیر المحدثین): قضی عشرين سنة

زہرة المتعلمین فی اُسماء مشاہیر المحدثین نامی کتاب کے مصنف نے کہا کہ: ابن کثم بیس سال قاضی رہے

۵۰۹۴۔ (ت) یحییٰ بن اکثم بن محمد بن قطن بن سمعان بن مشنج بن عبد عمرو بن عبد العزیٰ بن اکثم أبو محمد الأسیدی۔ مروزی، نزل بغداد۔ قال صاحب «زهرة المتعلمين في أسماء مشاهير المحدثين»: قضی عشرين سنة، ووزرَ مرتین، ومات سنة اثنتين، ويقال: سنة إحدى وأربعين ومائتين۔

اس سے کیا یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب ابن اکثم کی ہے !!!

ایک اور بات دیکھ لیں جس کو دیکھ کر آپ کو بالکل یقین ہو جائیگا کہ یہ کتاب ابن اکثم کی نہیں۔
حافظ مغلطائی الحنفی رحمہ اللہ نے کہا

وقال صاحب " زهرة المتعلمين في أسماء مشاهير المحدثين ": عباس بن محمد الدوري
الوراق توفي سنة اثنتين وسبعين ومائتين. (اکمال تہذیب الکمال فی أسماء الرجال 214/7)

زهرة المتعلمين في أسماء مشاهير المحدثين کے مصنف نے کہا عباس بن محمد الدوري الوراق کی وفات 272ھ میں ہوئی۔

جبکہ یحییٰ بن اکثم کی وفات 242ھ میں ہوئی دیکھیے (المیزان الاعتدال رقم 9459)
جب یحییٰ بن اکثم کی وفات 242ھ میں ہوئی تو انہوں نے عباس الدوري کی وفات کب ہوئی کیسے بتلایا۔

ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب " زهرة المتعلمين في أسماء مشاهير المحدثين " یحییٰ بن اکثم کی بالکل نہیں ہے۔
یہ کتاب مفقود ہے اور اس کے مولف کون ہے یہ بھی بات ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔
اب آپ حضرات ہی کہیں کہ کفایت اللہ صاحب کے اس فعل کو کیا کہا جائے؟؟؟

دوسری ایک انٹر سٹنگ چیز یہ ہے اور اس کو کھلا تضاد بھی کہے سکتے ہیں دیکھیے
ایک جگہ کفایت صاحب کہتے ہیں مغلطی روح بذات خود مجروح ہے لہذا ان کی نقل قابل اعتماد نہیں



4G



10:31 a.m.



www.urdumajlis.net



کفایت اللہ

رکن مجلس علماء



تنبیہ بلیغ

تنبیہ بلیغ

مذکورہ محدثین کے علاوہ کچھ اور محدثین سے بھی
راوی مذکور کی تضعیف منقول ہے لیکن ان سے یہ
تضعیف ثابت نہیں۔

(1): أبو العرب، محمد بن أحمد بن تمیم

، الصقلی، القیروانی، متوفی ۳۳۳ھ۔

آپ نے اس راوی کو اپنی کتاب "الضعفاء" میں

ذکر کیا ہے [أنظر: اکمال: ۲۷۹/۱۱ ت ۴۶۵۲]۔

اور یہاں پر حافظ مغلطائی رح کی ہی نقل پر اعتماد کر رہے ہیں واہ !!!
اسی طرح مرحوم زبیر علی زائی بھی کہتے ہیں مغلطائی ثقہ نہیں بلکہ غیر ثقہ تھے (مقالات 281/4)

اب ہمارا مطالبہ ہے کہ یحییٰ بن اکثم کے قول کی سند پیش کریں
اور کفایت اللہ صاحب نے انوار البدر میں ہی ابن المدینی اور امام نسائی کے قبیسہ بن ہلب کو مجھول کہنے کے حافظ مزنی کے قول کا رد کرتے ہوئے کہا کہ
امام علی بن المدینی اور امام نسائی سے یہ قول ثابت ہی نہیں ہے۔ امام مزنی نے ان اقوال کے لیے حوالہ نہیں دیا۔ (انوار البدر ص: 226)

لہذا کفایت اللہ صاحب کا یحییٰ بن اکثم سے سلیمان بن موسیٰ کی توثیق پیش کرنا درست نہیں۔

سلیمان بن موسیٰ امام وحیم کی نظر میں:

عبدالرحمن بن ابراہیم (دحیم) نے کہا:

أوثق أصحاب مكحول: سليمان بن موسى (الجرح والتعديل 141/4)

ترجمہ: مکحول کے شاگردوں میں سب سے بڑے ثقہ سلیمان بن موسیٰ ہیں۔

محدثین کا یہ قرینہ ہوتا تھا کہ جب وہ فلاں کے اصحاب کا تذکرہ کرتے تو یہ بھی بتلاتے تھے کہ فلاں کے شاگردوں میں کون سب سے مضبوط یا ثقہ اور کون کمزور یا ضعیف ہوتا تھا اور یہ ثقہ یا ضعیف کہنا اصطلاحی نہیں ہوتا بلکہ یہ ان تمام اصحاب کا آپس میں کمزور یا مضبوط ہونا ہے۔ اسی طرح اصحاب مکحول کے تعلق سے بھی محدثین کو سوالات پوچھے گئے کہ کون سب سے

زیادہ ثقہ ہے کون سب سے بہتر ہے یا کون سب سے اونچا مرتبہ رکھتا ہے اور جو جواب محدثین دیتے تھے اس محدث کی نظر میں مضبوط یا کمزور ہوتے تھے۔ اور امام دحیم خود سلیمان بن موسیٰ کے ساتھ یزید بن یزید بن جابر اور علاء بن حارث کو بھی اصحاب مکحول میں بہتر کہتے تھے دیکھیں

سألت أبا سعيد عبد الرحمن بن إبراهيم: أي أصحاب مكحول أعلیٰ؟ قال: سليمان بن موسى ويزيد بن يزيد بن جابر والعلاء بن الحارث. (المعرفة والتاريخ 1/272)

عبد الرحمن بن إبراهيم (دحیم) سے امام یعقوب بن سفیان نے پوچھا مکحول کے شاگردوں میں کون سب سے بہتر ہے؟ کہا سلیمان بن موسیٰ، یزید بن یزید بن جابر اور علاء بن حارث

یہ تینوں امام مکحول کے شاگرد ہیں اور دحیم خود شام سے تعلق رکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا عبد الرحمن بن إبراهيم المعروف بدحیم نے اصحاب مکحول میں موازنہ کیا اور بتلایا کہ مکحول کے شاگردوں میں ان سے روایت کرنے میں یہ تینوں بہتر ہیں۔ اسی طرح ابن معین رحمہ اللہ نے بھی سفیان ثوری کے اصحاب کے بارے میں بتلایا۔

قال وسألت يحيى وسئل عن أصحاب سفیان من هم قال المشهورون وكيع ويحيى وعبد الرحمن وابن المبارك وابو نعیم هؤلاء الثقات قيل له أبو عاصم وعبد الرزاق وقبيصة وأبو حذيفة قال هؤلاء ضعفاء (سؤالات يحيى ابن معین بروایہ ابن محرز 1/504)

ابن محرز کہتے ہیں میں نے ابن معین رحمہ اللہ سے اصحاب سفیان کے بارے میں سوال کیا تو کہا کہ ان میں نے سے جو مشہور ہے وہ وکیع، یحییٰ بن سعید القطان، عبد الرحمن ابن مہدی، ابن المبارک اور ابو نعیم ہیں اور یہ تمام ثقات ہیں اور ان سے پوچھا گیا ابو عاصم، عبد الرزاق، قبیصہ اور ابو حذیفہ؟؟ تو فرمایا یہ تمام ضعیف ہے۔

اب یہاں کیا ابن معین رحمہ اللہ کے جواب سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ابو عاصم، امام عبدالرزاق اور قبیسہ رحمہم اللہ، ابن معین رحمہ اللہ کی نظر میں ضعیف ہے بالکل نہیں یہاں اصطلاحی نہیں بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ ان اصحاب میں سفیان سے روایت کرنے میں کون سب سے زیادہ مضبوط ہے۔

کفایت اللہ صاحب کہتے ہیں "امام دحیم سے سلیمان بن موسیٰ کی تضعیف ثابت ہی نہیں تو ان کی توثیق کو کیونکر خاص کیا جاسکتا ہے۔"

عرض ہے یہاں صرف یہ بتلایا گیا کہ مکحول سے روایت کرنے میں کون سب سے زیادہ ثقہ ہے اور یہ کہاں سے اصول لیا ہمیں بھی بتلائیں تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو سکے۔

آگے کہتے ہیں "نیز دیگر محدثین کے اقوال کی روشنی میں بھی سلیمان بن موسیٰ کی ثقاہت ثابت ہے" عرض ہے دیگر محدثین کے اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن میں ان کا کوئی متابع نہیں اسی لیے محدثین نے کہا کہ سلیمان بن موسیٰ کے پاس منکر روایتیں ہیں کسی نے کہا ان کی حدیثوں میں اضطراب ہے وغیرہ

اس کے بعد کفایت اللہ صاحب امام مزی کا قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں دحیم نے علی الإطلاق ثقہ بھی کہا ہے

عثمان بن سعید الدارمی عن دحیم: وسليمان بن موسى ثقة (تہذیب الکمال فی أسماء الرجال 95/12)

نیچے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ امام مزی، دارمی کی کتاب سے نقل کرتے تھے

جب امام زیلعی رحمہ اللہ نے لکھا کہ امام دارقطنی نے غرائب مالک میں امام محمد بن حسن الشیبانی وغیرہ کو "من الثقات الحفاظ" میں

شامل کیا تو آپ ہی کے ہم مسلک مرحوم زبیر علی زائی صاحب نے لکھا کہ

"غرائب مالک" کتاب موجود نہیں ہے تاکہ زیلیعی کے دعوے کی تصدیق کی جاسکے اس لیے یہ حوالہ دینا مردود ہے۔ (المقالات

) 355/2

جبکہ یہاں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ امام مزی نے کون سی کتاب سے سلیمان بن موسیٰ کی دحیم سے توثیق نقل کی؟ کیا امام دارمی کی اصل کتاب سے نقل کیا یا اور کوئی دوسری کتاب سے نقل کیا جب یہ معلوم ہی نہیں تو کیسے آپ حضرات کے نزدیک یہ قول معتبر ہو گیا؟؟

لہذا امام دحیم کے قول "أصحاب مکحول میں سب سے بڑے ثقہ" کو علی الإطلاق ثقاہت کا قول کہنا مردود ہے۔

سلیمان بن موسیٰ الدمشقی حافظ ابن عدی کی نظر میں:

کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں

ابن عدی نے کہا: آپ ثبت اور صدوق ہے

کفایت اللہ صاحب نے ابن عدی رحمہ اللہ کا مکمل قول نقل نہیں کیا، دیکھتے ہیں ابن عدی کا سلیمان بن موسیٰ کے تعلق سے کیا موقف ہے

فقہہ راوحدث عنه الثقات وهو أحد العلماء روی أحاديثه منفرد بجالاير ويها غير ه وهو عندى ثبت صدوق (الکامل ۳/۱۱۱۹)

ترجمہ: سلیمان بن موسیٰ فقیہ ہیں ثقہ راویوں سے حدیث بیان کیں اور وہ علماء میں سے ایک ہے اور انہوں نے ایسی منفرد احادیث روایات کیں جو ان کے علاوہ کوئی اور روایت نہیں کرتا اور وہ میرے نزدیک ثبت اور صدوق ہیں۔

جیسا کہ امام بخاری، امام زکریا بن یحییٰ الساجی، امام ابو احمد الحاکم نے کہا کہ سلیمان بن موسیٰ کے پاس مناکیر ہیں۔ اہل علم جانتے ہیں بعض محدثین منکر الحدیث یا یروی المناکیر ان کے لیے استعمال کرتے تھے جو کثرت سے روایت کرنے

میں تفرد رکھتے تھے اور جن کا کوئی متابع نہیں ہوتا تھا۔ وہ تفرد پر یا تو رد کرتے تھے یا نکارت کی بات کرتے تھے یا شذوذ کی بات کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں

"المعتمد أطلاقه أحمد بن حنبل وجماعة على الحديث الفردي لا متابع له". (مقدمہ فتح الباری ص 436)
ترجمہ: امام احمد اور ایک جماعت منکر کا اطلاق اس کی حدیث پر کرتے جس میں اس کا کوئی متابع نہ ہو۔

امام بخاری کا مذہب امام احمد اور دوسروں سے مختلف تھا محدثین نقل کرتے ہیں ایک بار جب وہ کسی کو منکر الحدیث کہہ دے تو وہ اس سے روایت بھی نہیں کرتے تھے اور نہ اس سے احتجاج کرتے۔

اور ابن عدی کے کلام میں بھی یہی بات موجود ہے کی سلیمان بن موسیٰ نے ایسی روایات کیں جو کوئی اور نہیں کرتا ہاں وہ ان کے نزدیک صدوق ہے اور صداقت کا کسے انکار کیا بلکہ جو انہوں نے احادیث بیان کیں وہ کسی اور نے نہیں کیں اور ابن عدی نے الکامل میں ان کے ترجمہ میں کثیر روایتیں ذکر کیں جس میں انہوں نے کئی جگہ صراحت بھی کی ہے کہ میں اس سند کے علاوہ کوئی اور سند نہیں جانتا۔

سلیمان بن موسیٰ کی روایت کردہ حدیث المضمضة والاستنشاق من الوضوء الذي لا بد منه روایت کرنے کے بعد ابن عدی کہتے ہیں میں اس حدیث کو کسی اور سند سے نہیں جانتا) الکامل 258/4 (اسی طرح اور دوسری جگہ بھی کہا۔ انہی احادیث کے ساتھ ابن عدی نے قربانی کے چار دن والی حدیث کل ایام تشریق ذبح بھی روایت کی اور دوسری احادیث بھی روایت کیں اور آخر میں کہا کہ سلیمان بن موسیٰ کے احادیث کے کوئی متابع نہیں اور وہ میرے نزدیک صدوق ہے

اب دیکھتے ہیں خود کفایت اللہ صاحب ابن عدی کے الکامل فی ضعفہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں ایک روایت کی بحث میں لکھتے ہیں "ابن عدی نے اس روایت کو ایک طریق سے مکمل ذکر کیا اور دوسرے طریق کے ایک لفظ کو ذکر کیا اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ یہ روایت دونوں طریق سے ان کے نزدیک منکر یعنی مردود ہے (یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ ص 201)

اس کے بعد اہل فن کے اقوال ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں

ابن عدی کا عمومی منہج یہی تھا کہ راوی کے ترجمہ میں منکر روایات ہی ذکر کرتے ہیں اس لیے اگر انہوں نے کسی راوی کے ترجمہ میں کوئی روایت ذکر کی خواہ وہ وہاں پر صراحت کے ساتھ منکر کہیں یا نہ کہیں بہر صورت ان کے عمومی طرز عمل سے ان کے نزدیک اس روایت کو منکر ہی سمجھا جائے گا الا یہ کہ ابن عدی خود کسی خاص روایت کے بارے میں صحت کا فیصلہ نہ دے دیں (ص 202)"

ابن عدی نے **کل ایام تشریق ذبح، المضمضۃ والاستنشاق**، والی روایات پر کوئی صحت کا فیصلہ نہیں دیا۔ اس لیے بقول کفایت اللہ صاحب سلیمان بن موسیٰ کے جن احادیث پر ابن عدی نے صحت کا فیصلہ نہیں دیا ابن عدی کے نزدیک منکر یعنی مردود ہے۔

ابن عدی کا قول "روی احادیث منفرد بھاو لایر ویھا غیرہ"

اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ایسی احادیث بکثرت روایت کیں جس میں وہ منفرد ہے اور اس منفردیت کو دیکھتے ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ امام بخاری نے بھی ان کی احادیث میں مناکیر کی بات کہی اور ایک قول کے مطابق منکر الحدیث بھی کہا اور دوسروں نے بھی کچھ ضعف کی طرف اشارہ کیا۔

سلیمان بن موسیٰ امام ذہبی رحمہ اللہ کی نظر میں:

امام ذہبی رحمہ اللہ المغنی فی الضعفاء میں لکھتے ہیں

وثق (المغنی فی الضعفاء 1/284)

ثقہ قرار دیا گیا ہے۔

سلیمان بن موسیٰ کو ثقہ کہنے والے محدثین

الدارقطنی: من الثقات الحفاظ (کتاب العلل 5/110 موسوعة اقوال الدار قطنی 303/1)

ابن سعد: کان ثقہ، اثنی علیہ ابن جریج (طبقات ابن سعد 457/7)

دحیم: ثقہ (تہذیب الکمال فی اُسماء الرجال 95/12)

نوٹ:- لیکن اس قول کا ماخذ نہ معلوم ہونے سے کچھ لوگ اس کو قبول نہیں کر سکتے جو ہر جگہ کہتے ہیں اس کی سند اور ماخذ نہ معلوم ہونے سے مردود ہے۔

ابوداؤد: لا بأس بہ، ثقہ (سُؤالات الآجری 18/5)

ابن عبد البر: فقیہ ثقہ امام (التمہید 86/19)

ابن الجوزی: یہ کہنا ممکن ہے کہ سلیمان بن موسیٰ ثقہ ہیں۔

ابن خلفون نے ثقات میں ذکر کیا ہے (اکمال تہذیب الکمال لمغلطائی 181/6)

نوٹ: کچھ حضرات کے لیے خود حافظ مغلطائی حنفی کی شخصیت کھٹکتی ہے ایسے حضرات کے نزدیک یہ توثیق کیسے معتبر ہو سکتی ہے

ابن حبان: ذکرہ فی الثقات وقال: کان فقیہاً ورعاً (کتاب الثقات ۶/۳۷۹، ۳۸۰)

امام ذہبی نے سلیمان بن موسیٰ کو صیغہ تمریض سے وثق کہا تو خود کفایت اللہ سنابلی صاحب اپنی کتاب میں شیخ البانی کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ولذلک أشار الذہبی فی "الکاشف" إلی أن التوثیق المذکور غیر موثق بہ، فقال: "وثق

"(سلسلة الأحادیث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة 3/377)

اسی لیے امام ذہبی نے "کاشف" میں اشارہ کیا ہے کہ مذکورہ توثیق غیر معتبر ہے چنانچہ (صیغہ تمریض کے ساتھ کہا): "وثق" یعنی ان کی توثیق کی گئی ہے

علامہ البانی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ذہبی جب وثق کہیں تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اس راوی کی جو توثیق کی گئی ہے وہ غیر معتبر ہے۔ (یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ ص 693)"

امام ذہبی کی دوسری کتاب میں سلیمان بن موسیٰ کے تعلق سے ایک اور قول ملتا ہے

عن عطاء و نافع صدوق (من تكلم فيه وهو موثق ص 94)

عطا اور نافع سے روایت کیا صدوق ہے

امام ذہبی کی تیسری کتاب دیوان الضعفاء میں بھی ایک قول ملتا ہے وہی جو اوپر نقل کیا گیا

عن عطاء، و نافع، صدوق (دیوان الضعفاء 1/176)

سلیمان بن موسیٰ نے ایسی اکثر احادیث روایت کیں جس میں ان کا متابع نہیں ہے اور اسی طرف ابن عدی رحمہ اللہ نے بھی اشارہ کیا اور امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی فرمایا

روی سلیمان بن موسیٰ احادیث عامتها من کیر (علل الکبیر للترمذی 1/256)

ترجمہ: سلیمان بن موسیٰ نے جو روایات بیان کی ہیں ان میں سے اکثر منکر ہیں

کسی نے اس قول سے یہ سمجھا کہ امام بخاری کو سلیمان بن موسیٰ کی زیادہ روایات ملی ہی نہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ آپ یہی امام بخاری کا قول دیکھیں گے تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ امام بخاری سلیمان بن موسیٰ کے روایات سے اچھی طرح واقف تھے ورنہ وہ کیسے کہتے کہ ان کی اکثر روایات منکر ہیں اور امام بخاری سلیمان بن موسیٰ سے بھی اچھی طرح واقف تھے جو اس قول سے سمجھ آتا ہے

سلیمان لم یدرک أحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم (علل الکبیر للترمذی 1/102)

بتائیں کون ایسا کہہ سکتا ہے جو فلاں کی ذات سے اچھی طرح واقف ہو وہی ایسی بات کہہ سکتا ہے اور دوسری بات امام بخاری نے یہ بات کسی حدیث کے تحت ہی کہی۔

اگر اس بات کو مان بھی لیں کہ سلیمان بن موسیٰ کی زیادہ روایات امام البخاری کو نہیں ملی تو بھی امام بخاری کی عامتها من کیر کی بات کو ابن عدی کے قول سے تقویت ملتی ہے۔ ابن عدی تو 300 ھ کے ہیں ان تک تو سلیمان بن موسیٰ کی احادیث پہنچ گئے ہوں گے تبھی تو انہوں نے بھی کہا

روی أحادیث ينفردها لا يروها غيره (الکامل 3/1119)

معلوم ہوا سلیمان بن موسیٰ کے اکثر روایات میں متابعت نہیں کی گئی ہے اور جب صدوق راوی کسی روایت کرنے میں منفرد ہو تو

اس کے بارے میں امام ذہبی کیا کہتے ہیں ملاحظہ کریں

وقد يعد مفرد الصدوق منكرًا (الموطئة 42/1)

اور صدوق کسی روایت میں منفرد ہو تو اس کی روایت منکر ہوگی۔

(نوٹ: یاد رہے یہاں امام ذہبی نے مخالفت کی کوئی شرط نہیں لگائی ہے)

اسی طرح میزان میں بھی لکھتے ہیں

وان تفرد الصدوق ومن دونه يعد منكرًا. وإن إكثار الراوي من الأحاديث التي لا يوافق عليها لفظاً أو اسناداً يصير ه متروك الحديث

(میزان الاعتدال 141/3)

اور اگر صدوق یا اس سے کمتر راوی کسی روایت کرنے میں منفرد ہو تو اس کی روایت منکر ہوگی اور جب کوئی راوی کثرت سے ایسی روایات کرنے لگے جس کی لفظی یا معنوی متابعت نہ ملے تو ایسا راوی متروک قرار پائے گا۔ (ترجمہ کفایت اللہ سنابلی صاحب)

امام ذہبی نے ان کی حدیث کی تصحیح کی ہے التتبیح التحقیق میں امام ذہبی لکھتے ہیں

قلنا الحديث صحيح (تتبیح التحقیق للذہبی 168/2)

ہم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

امام ذہبی نے حدیث کو صحیح کہا ہے اور امام زہری سے اس حدیث کو روایت کرنے والے سلیمان بن موسیٰ کے علاوہ دوراوی ہے

ججاج بن ارطاة اور جعفر بن ربیعہ۔ سلیمان بن موسیٰ کے اس حدیث میں دو متابع ہیں اور امام ذہبی کے اصول

سے تو وہ حدیث صحیح ہوگی ہی۔

معلوم ہوا امام ذہبی کے نزدیک سلیمان بن موسیٰ کی کسی روایت کا اگر کوئی لفظی یا معنوی متابع ہے تو وہ روایت مقبول ہوگی اور اگر

کوئی متابع نہ ہو تو ایسی روایات ان کے نزدیک ان ہی کے اصول کے اعتبار سے منکر شمار ہوگی۔

امام ذہبی نے جو المیزان میں لکھا ہے

وهذه الغرائب التي تستنكره يجوز أن يكون حفظها (ميزان الاعتدال 2/226)

اور یہ غریب روایات جس میں سلیمان بن موسیٰ سے نکارت کی بات کی جاتی ہے ممکن ہے ان احادیث کو آپ نے یاد کر رکھا ہو۔ (ترجمہ کفایت اللہ سنابلی)

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس قول سے پہلے امام ذہبی نے کچھ احادیث سلیمان بن موسیٰ کے نقل کیے ہیں **ہذہ** سے معلوم ہو رہا ہے یہ بات ان احادیث کے تعلق سے کہی گئی ہے اگر مان لیں کہ تمام احادیث (جن میں سلیمان بن موسیٰ تفرد رکھتے ہیں) کے لیے کہی گئی تو اس قول میں امام ذہبی خود تسلیم کرتے ہیں کہ جس میں نکارت کی بات کی جاتی ہے ہو سکتا ہے اس کو آپ نے یاد کر رکھا ہے یعنی امام ذہبی بھی منکر ہی کہے رہے ہیں مطلب جس میں تفرد اختیار کیے ہوئے ہیں وہ تو منفرد روایات ہی ہوگی

امام ذہبی کے اسی قول کا تعاقب کرتے ہوئے شیخ احمد بن عمر باز مول سلفی لکھتے ہیں

وفي قول الذهبي هذا نظر، لأن سليمان بن حنبل حفظه شيء ومثله يتوقف فيما ينفرد به أو يخالف والله أعلم

امام ذہبی رحمہ اللہ کا یہ قول قابل غور ہے، اس لیے کہ سلیمان بن موسیٰ کے حافظہ میں کچھ ہے تو ایسا راوی جب منفرد ہو یا دوسروں سے مخالفت کرے تو اس کی حدیث قبول کرنے میں توقف کیا جاتا ہے۔

والله أعلم) المقرب في بيان المضطرب ص 264)

یاد رہے حافظ ابن عبد البر نے بھی محدثین کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا

سليمان بن موسى وإن كان أحد أئمة أهل الشام في العلم فهو عند هم سيء الحفظ (الاستدكار 5/246)

سلیمان بن موسیٰ اگرچہ اہل شام کے اہل علم میں سے ایک تھے لیکن یہ محدثین کی نظر میں سیء الحفظ ہیں

لیکن سیء الحفظ کی جرح تو ہمیں نہیں ملی ہاں کچھ مضطرب والی بات امام ابو حاتم الرازی رح سے ملی اور باقی جارحین سے تفر دوالی بات ہی ملی۔

واللہ اعلم

سلیمان بن موسیٰ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کی نظر میں:

لا باس بہ، ثقہ (سؤالات الآجری 18/5)

امام ابوداؤد کہتے ہیں سلیمان بن موسیٰ میں کوئی حرج نہیں ثقہ ہے۔

امام ابوداؤد کے نزدیک سلیمان بن موسیٰ اگرچہ ثقہ ہے لیکن پہر بھی ان سے مروی ایک حدیث کو منکر کہا۔ دیکھیے حدیثنا أحمد بن عبید اللہ الغدانی حدیثنا الولید بن مسلم حدیثنا سعید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسیٰ عن نافع قال سمع ابن عمر مرارا قال فوضع إصبعيه على أذنيه ونأى عن الطريق وقال لي يانافع هل تسمع شيئا قال فقلت لا قال فرفع إصبعيه من أذنيه وقال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم فسمع مثل هذا فصنع مثل هذا قال أبو علي اللؤلؤي سمعت أبا داود يقول هذا حديث منكر

(سنن ابوداؤد حدیث 4924)

اس حدیث پر نکارت کا حکم لگانے کے احتمالات:

1- اس حدیث کے دیگر طرق اور رجال کو دیکھنے کے بعد یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہو سکتا ہے امام ابوداؤد اس حدیث کو نافع سے سلیمان بن موسیٰ کے علاوہ نہیں جانتے تھے جو امام نافع کے محفوظ احادیث ان کے ثقہ تلامذہ کے پاس تھے اور نہ ان کے شہر یعنی مدینہ کے کسی تلامذہ سے جانتے تھے۔

2- سلیمان بن موسیٰ نافع کے تلامذہ میں طبقہ اولیٰ میں شمار نہیں کیے جاتے، دوسرے طبقہ میں بھی نہیں بلکہ آپ کا مقام طبقہ ثلاثہ

میں ہوتا ہے۔

ذکرہ بن المدینی فی الطبقة الثالثة من أصحاب نافع (تہذیب التہذیب 4/227)

ترجمہ: حافظ ابن حجر کہتے ہیں ابن المدینی نے سلیمان بن موسیٰ کا أصحاب نافع میں تیسرے طبقہ میں تذکرہ کیا ہے۔

اس حدیث کے دوسرے طرق دیکھتے ہیں جو امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے خود اس حدیث کے بعد لائے ہیں

حدثنا محمود بن خالد حدثنا أبي حدثنا مطعم بن المقدم قال حدثنا نافع قال كنت ردف ابن عمر اذ مر برافع بن عمر فذكر نحوه قال ابوداؤد
أدخل بين مطعم ونافع سليمان بن موسى

اس میں تو خود امام ابوداؤد نے کہا کہ مطعم اور نافع کے درمیان سلیمان بن موسیٰ کو داخل کیا گیا۔
حدثنا أحمد بن إبراهيم حدثنا عبد الله بن جعفر الرقي قال حدثنا أبو المليلح عن ميمون عن نافع قال كنا مع ابن عمر فسمع صوت زامر
فذكر نحوه قال ابوداؤد وهذا أنكرها

اس سند میں نکارت کہنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ نافع سے روایت کرنے والے ميمون بن مهران ہے اور ميمون سے ابوالملیح نے روایت کیا لیکن ابوالملیح بھی ميمون سے روایت کرنے میں منفرد ہے جس کی وجہ سے ہو سکتا ہے امام ابوداؤد نے نکارت کی بات کہی ہو یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابوالملیح کو اس میں وہم ہوا ہو کہ نافع سے سلیمان بن موسیٰ کے بجائے ميمون بن مهران نے روایت کیا ہو لیکن اس طریق میں امام ابوداؤد نے کوئی وجہ نہیں بتائی ہے۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے

الحديث المنكر عند نقاد الحديث ص 656 سے ص 660 . عبد الرحمن بن نوفل بن فالح السلمي

اس روایت میں سلیمان بن موسیٰ کے متابع موجودیے اور اصولاً سلیمان بن موسیٰ کے متابع ہونے کی وجہ سے یہ حدیث تو صحیح معلوم ہوتی ہے۔

ہم سلیمان بن موسیٰ امام ابوداؤد کے نزدیک کیا مقام رکھتے ہیں اس پر بات کر رہے تھے اس مکمل بحث سے معلوم ہوا کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ بھی سلیمان بن موسیٰ سے مروی احادیث قبول کرنے میں توقف کرتے تھے اگرچہ کہ امام ابوداؤد نے انہیں ثقہ کہا ہو۔

واللہ اعلم

امام ابو داود رحمہ اللہ کی توثیق کا قول ہم نے پہلے دیکھا نہیں بعد میں دیکھنے کے بعد معلوم ہوا اسے بشار عواد نے تہذیب الکمال کے حاشیہ میں لکھا ہے لیکن سوالات ابو عبیدہ الآجری کے ابھی تک جتنے نسخہ موجود ہے ان میں یہ قول موجود نہیں ہے اور محدثین میں سے بھی کسی نے اس قول کا ذکر نہیں کیا نہ ہی حافظ مغلطائی الحنفی، نہ ہی ابن حجر الشافعی اور نہ ہی امام ذہبی اور نہ ان کے شیخ حافظ مزنی رحمہم اللہ نے امام ابو داود سے سلیمان بن موسیٰ کی توثیق نقل کی۔ رہا سوال بشار عواد کا سوالات ابو عبیدہ کے کسی نسخہ سے سلیمان بن موسیٰ کی امام ابو داود سے توثیق کا تو اس قول کو تب ہی قبول کیا جائیگا جب وہ نسخہ منظر عام پر آئے اور اس میں امام ابو داود کی یہ توثیق موجود ہو۔

سلیمان بن موسیٰ امام نسائی رحمہ اللہ کی نظر میں:

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا:

احد الفقهاء ليس بالقوي في الحديث (الضعفاء والمتركين للنسائي: ص 49)

سلیمان بن موسیٰ یہ فقہا میں سے ہیں اور حدیث میں قوی نہیں ہے۔

اور کفایت اللہ سنابلی صاحب خود کہتے ہیں **ليس بالقوي** حفظہ جرح ہے (ایام قربانی اور آثار صحابہ مع اشکالات کا ازالہ ص 24)

اگرچہ کہ **ليس بالقوي** کا مطلب یہ نہیں کہ سلیمان بن موسیٰ ضعیف ہے لیکن **"ليس بالقوي"** سے کامل درجہ کے قوت بھی باقی نہیں رہتی اسی طرح شیخ معلیٰ بھی کہتے ہیں۔

وكلمة «ليس بالقوي» إنما تنفي الدرجة الكاملة من القوة،

"ليس بالقوي" کے الفاظ سے کامل درجے کی قوت کی نفی ہوتی ہے۔ (التنكيل 1/ 442)

اسی طرح شیخ البانی بھی کہتے ہیں:

وَأَمَّا آخِرُ قَوْلِ أَبِي حَاتِمٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ: فَهَذَا الْإِعْنِي أَنَّهُ ضَعِيفٌ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِمَعْنِي لَيْسَ بِقَوِيٍّ، فَبَيْنَ هَذَا وَبَيْنَ مَا قَالِ فَرَقٌ ظَاهِرٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ

ترجمہ: امام ابو حاتم کے قول "لیس بالقوی" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ضعیف ہے کیونکہ یہ "لیس بقوی" کے معنی میں نہیں ہے۔ اور اہل علم کے نزدیک ان دونوں کے درمیان واضح فرق ہے۔ (النصیحة بالتحذیر من تخریب ابن عبد المنان لکتب الأئمة الرجیحة للشیخ الالبانی ص 183)

اسی طرح مقبل الوادی سے لیس بالقوی اور لیس بقوی پر سوال کیا گیا تو شیخ جواب دیتے ہیں "نعم، هناک فرق بین هذه العبارات، فهي متفاوت، و(لیس بالقوی) اُعلیٰ، و(لیس بقوی) اُدنی... والظاهر أن كليهما يصلح في الشواهد والمتابعات، لكن (لیس بالقوی) اُرفع. "... (المقترح في اجوب المصطلح ص 93)

جی ہاں، ان عبارتوں کے درمیان فرق ہے، ان کے درجے مختلف ہیں، لیس بالقوی اعلیٰ ہے اور لیس بقوی کمتر ہے،..... اور ظاہر امتابعت و شواہد میں دونوں درست ہوتے ہیں، لیکن (جس کے بارے میں) لیس بالقوی (کہا گیا ہے، اس کا درجہ) زیادہ بلند ہے۔

ان تمام اقوال سے معلوم ہوا کہ امام نسائی رحمہ اللہ کا قول "لیس بالقوی" توثیق کا کلمہ تو نہیں ہے جس کی وجہ سے سلیمان بن موسیٰ، امام نسائی کے نزدیک ثقہ کا مرتبہ نہیں رکھتے۔

امام مزی المتذیب الکمال میں امام نسائی کا سلیمان بن موسیٰ پر ایک مزید قول نقل کرتے ہیں
وقال في موضع آخر في حديثه شيء (التحذیب الکمال في أسماء الرجال 97/12)
 اور دوسری جگہ فرمایا ان کی حدیث میں کچھ (خرابی) ہے۔

اس پر کفایت اللہ صاحب تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام مزی نے وہ دوسری جگہ کا حوالہ نہیں دیا تو عرض ہے کہ کفایت اللہ صاحب خود ان کی کتاب مسنون رکعات تراویح ص 23 میں عیسیٰ بن جاریہ پر امام ابو داؤد کی جرح "منکر الحدیث" کا دفاع کرتے

ہوئے کہتے ہیں کہ امام مزی نے ابو داود سے ہی نقل کیا کہ

وقال في موضع آخر ما عرفه روى مناكير (التحذیب الکمال 589/22)

دیکھیے جب اپنے مطلب کے راوی کا دفاع کرنا ہو تو ایسے اقوال معتبر ہوں گے لیکن جب کوئی بات اپنے خلاف جارہی ہو تو حضرت کہیں گے سند نہیں، کتاب کا حوالہ نہیں وغیرہ

اسی طرح مسنون رکعات تراویح ص 72 پر امام مزی کی یزید بن خصیفہ پر نقل کردہ جرح لکھتے ہیں۔

وقال أبو عبيد الآجري، عن أبي داود: قال أحمد: منكر الحديث [تهدیب الکمال للمزي: 32/ 173]

سوالات آجری مطبوع ہے اور اس کے تین محققین سے تین نسخہ پر ٹیڈ ہے اور تینوں میں ابو داود رحمہ اللہ کا یزید بن خصیفہ پر یہ قول نہیں ملتا کہ امام احمد نے یزید بن خصیفہ کو منکر الحدیث کہا ہو لیکن حافظ مزی نے یہ قول بالجزم نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قول کی کوئی حقیقت ہے۔ ہو سکتا ہے یہ قول کسی معتبر ذرائع سے ان کے پاس موجود تھا یا کوئی ایسی کتاب حافظ مزی کے پاس موجود تھی جو آج موجود نہیں جس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔

یزید بن خصیفہ پر امام احمد سے تین قول مروی ہے جو ان کے بیٹے اور ابو بکر الاثرم سے اور ابو عبیدہ آجری کا ابو داود سے سوال ہے۔

تہذیب الکمال میں یزید بن خصیفہ کے ترجمہ کے حاشیہ میں بشار عواد نے امام احمد سے منکر الحدیث کے تعلق سے لکھا ہے
هذا شي لم يثبت عن أحمد فيما أرى، والله أعلم، فقد تقدم قول الأثرم عنه، وفي العلل لابن عبد الله، أنه قال: ما أعلم إلا خيرا (35/2)
وهو توثيق واضح

بشار عواد کہتے ہیں میرا خیال ہے امام احمد سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں۔ اس لئے کہ ان کے بارے میں امام اثرم کا قول گزر چکا اور العلل میں امام احمد کے بیٹے سے مروی ہے کہ امام احمد نے کہا میں ان میں سوائے خیر کے کچھ نہیں جانتا جو واضح توثیق ہے۔

اسی طرح وصی اللہ عباس نے بھی بحر الدم لابن عبد اللہ الہادی کے ص 133 کے حاشیہ میں یزید بن خصیفہ پر امام احمد سے منکر الحدیث

کے علاوہ ابو بکر الاثرم کا امام احمد سے تاکید کے ساتھ ثقہ والا قول نقل کیا اور امام احمد کے بیٹے کا ان سے ما علم الا خیر ابھی نقل کیا۔

کفایت اللہ سنابلی صاحب خود کہتے ہیں کہ " ثقہ اوثق یا اکثر کے خلاف روایت کرے تو اوثق یا اکثر کی بات ہی لی جائیگی اور ثقہ کے تفرد کو رد کر دیا جائے گا" (یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ ص 667)

کفایت اللہ صاحب کے پاس جب اپنے مطلب کی بات آتی ہے تو انہیں کوئی سند کی ضرورت نہیں کوئی دوسری کتاب کا حوالہ کی ضرورت نہیں، فلاں محدث کی خود کی کتاب میں ہے یا نہیں اس کی بھی ضرورت نہیں اور جب اپنے خلاف بات جاتی ہے تو انہیں کتاب، سند وغیرہ سب درکار ہوتے ہیں اور اپنے اصول پر بھی قائم نہیں رہتے۔

اس رویہ کو اب کیا کہا جائے۔۔؟؟؟

امام نسائی کے دونوں قول کے مطابق سلیمان بن موسیٰ کی حدیث میں کچھ خرابی ہے تبھی تو امام نسائی کے نزدیک وہ قوی نہیں ہے جیسا کہ امام نسائی نے اپنی کتاب الضعفاء والمتروکین میں کہا۔

کیا سلیمان بن موسیٰ صحیح مسلم کے راوی ہے؟؟

امام مسلم نے سلیمان بن موسیٰ سے مقدمہ میں روایات لیے ہیں اسی لیے محدثین نے مقدمہ کاراوی بتلایا اور رجال مسلم کے مصنفین نے مسلم کے رجال میں ان کا شمار نہیں کیا۔

1- ابن منجویہ (المتوفی 428ھ) جنہوں نے رجال مسلم پر کتاب لکھی جس میں انہوں نے سلیمان بن موسیٰ کا ذکر نہیں کیا۔

2- حافظ مزنی کہتے ہیں

رویہ مسلم فی "مقدمة" کتابہ والاربعة (تہذیب الکمال فی أسماء الرجال) (97/12)

امام مسلم نے مقدمہ میں ان سے روایت لیا ہے اور چاروں (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی رحمہم اللہ) نے روایات لیے ہیں۔

مزید امام مزی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں

ولم یذکر أبو بکر بن منجویہ سلیمان بن موسیٰ ہذا فی رجال مسلم ولا غیرہ من المصنفین فی رجال مسلم، ولا نعلم بہ فی الصحیح ذکر الا ما ذکرہ مسلم فی مقدمة کتابہ (تحفة الأشراف 97/6)

ترجمہ: سلیمان بن موسیٰ کو ابن منجویہ نے رجال مسلم میں ذکر نہیں کرتے اور نہ ان کے علاوہ مصنفین ذکر کرتے اور نہ ہم کچھ جانتے ہیں صحیح میں سوائے امام مسلم نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں ان سے جو ذکر کیا۔

بقول حافظ مزی جس جس نے رجال مسلم پر کتاب لکھی انہوں نے سلیمان بن موسیٰ کو مسلم کے رجال میں ذکر نہیں کیا۔

-3 امام ذہبی

وہ شیء فی "مقدمة مسلم" (سیر أعلام النبلاء 154/6)

ان سے مسلم نے مقدمہ میں کچھ ہے۔

-4 حافظ ابن حجر "مق" نشان سے بتلاتے ہیں کہ یہ مسلم کے مقدمہ کا راوی ہے۔ (لسان المیزان رقم 1070)

شیخ البانی بھی حدیث "کل فنان جملة طریق و منحر" کے تحت لکھتے ہیں

فإن رجالہ ثقات رجال مسلم غیر سلیمان بن موسیٰ (سلسلة الأحادیث الصحیحة 598/5)

اس کے رجال ثقہ ہیں مسلم کے رجال ہیں سوائے سلیمان بن موسیٰ کے۔

ان اقوال سے یہ تو معلوم ہوا کہ محدثین مقدمہ اور صحیح کے رجال میں فرق کرتے تھے اور وہ اسلیے کرتے تھے کہ مقدمہ کہ کچھ راوی انہیں امام مسلم کے شرط پر معلوم نہیں ہوتے تھے جیسے

1- یحییٰ بن فلاں

حافظ ابن حجر کہتے ہیں

یحییٰ ابن فلاں عن محمد ابن کعب مجہول بہ ذکر فی مقدمۃ مسلم من السادسة مق (تقریب التذیب رقم 7625)

یحییٰ بن فلاں نے محمد بن کعب سے روایت کیا چھٹے طبقہ کا مجہول راوی ہے مسلم کے مقدمہ میں ذکر آتا ہے۔

2- یحییٰ بن المتوکل

یحییٰ ابن المتوکل المدنی ابو عقیل بالفتح صاحب بھیمۃ بالموحدۃ مصغر ضعیف من الثامنۃ مات سنۃ سبع و ستین مق (تقریب

التذیب رقم 7633)

یحییٰ بن متوکل المدنی ابو عقیل بھیمہ کا ساتھی

آٹھویں طبقہ کا ضعیف راوی ہے 67ھ میں انتقال ہوا۔

یہ مقدمہ مسلم کے رجال امام مسلم کے شرائط پر نہیں اترتے جس کا لحاظ امام مسلم نے اپنی صحیح میں رکھا ہے اسلیے محدثین اور رجال مسلم کے مولفین نے مقدمہ کے رواۃ کو مسلم کے رجال میں شمار نہیں کیا بلکہ ان کو "مق" سے مقدمہ مسلم کا راوی بتلایا۔

سلیمان بن موسیٰ سے صحیح مسلم میں ان کی روایت نہ ہونے کی بنا پر صحیح کے رجال میں ان کا شمار نہیں کیا جائیگا۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ اور سلیمان بن موسیٰ کی توثیق:

ويمكن أن يقال سليمان ثقة (التحقيق في مسائل الخلاف 1/144)

اور یہ کہنا ممکن ہے کہ سلیمان ثقہ ہے۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ کا یہ قول سلیمان بن موسیٰ کی امام زہری سے مروی روایت کے تحت ہے اور ابن معین رحمہ اللہ نے کہا ہے جو ہم نے ماقبل دیکھا ہے کہ سلیمان بن موسیٰ، زہری سے روایت کرنے میں ثقہ ہے

قلت به ما حال سليمان بن موسى في الزهري فقال ثقة (تاريخ ابن معين برواية الدارمی 1/46)

ممکن ہے ابن الجوزی رحمہ اللہ نے زہری سے روایت کرنے میں ثقہ کے قول کا اطلاق سلیمان بن موسیٰ کی مطلق توثیق پر کیا ہو۔

حافظ ابن عبد البر المالکی رحمہ اللہ اور سلیمان بن موسیٰ کی توثیق:

ولو ثبت هذا عن الزهري لم يكن في ذلك حجة لأبنة قد تقدمت عن الثقات من منهم سليمان بن موسى وهو ثقة ثقة إمام وجعفر بن بن ربيعة والحجاج بن ارطاة (التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد 19/86)

"اگرچہ امام زہری سے یہ ثابت ہے اور اس طرح کی بات کوئی حجت نہیں ہو سکتی کیونکہ اس حدیث کو ان (امام زہری) سے ثقہ رواۃ نے نقل کیا جن میں سلیمان بن موسیٰ جو فقیہ ثقہ امام ہیں اور جعفر بن ربیعہ اور حجاج بن ارطاة ہیں"

ابن عبد البر رحمہ اللہ، ابن علیہ کے قول کا رد کرتے ہوئے کہے رہے ہیں کہ ابن علیہ نے جو کہا وہ بات ان کے علاوہ ایک جماعت ذکر نہیں کرتی اس کے بعد ابن عبد البر نے زہری سے روایت کے تحت سلیمان بن موسیٰ کو ثقہ کہا یہاں بھی ممکن ہے انہوں نے زہری سے روایت میں توثیق کی ہو کیونکہ ابن عبد البر رحمہ اللہ خود دوسری جگہ جس میں سلیمان بن موسیٰ، امام زہری سے روایت نہیں کرتے اس میں ان کی توثیق نہیں کرتے اور کہتے ہیں

وَسُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى وَإِنْ كَانَ أَحَدُ أَيْمَتِهِ أَهْلَ الشَّامِ فِي الْعِلْمِ فَهُوَ عِنْدَهُمْ سَيِّدُ الْحِفْظِ (الاستدكار 246/5)

"سليمان بن موسی اگرچہ اہل شام کے اہل علم میں سے ایک تھے لیکن یہ محدثین کی نظر میں سی الحفظ ہیں۔"

ابن عبد البر رحمہ اللہ نے سلیمان بن موسیٰ کو امام زہری کی جس روایت کے تحت ثقہ کہا ہے اس حدیث کو امام زہری سے حجاج بن ارطاة نے بھی روایت کیا ہے اور خود ابن عبد البر رحمہ اللہ نے حجاج بن ارطاة کو دوسری جگہ **ضعیف عند ہم لیس بحجة کہا (التمهيد 225/15)** ممکن ہے اس حدیث کو جس میں سلیمان بن موسیٰ کے علاوہ حجاج بن ارطاة اور جعفر بن ربیعہ نے بھی روایت کیا ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اسی روایت میں توثیق کی ہو کیونکہ جو الزام ابن علیہ نے ابن جریج عن الزہری کی سند سے سلیمان بن موسیٰ پر لگایا تھا اس کا رد کیا ہو جو اس طرح ہے

رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ بَنِ جُرَيْجٍ جَمَلَةٌ لَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عِلَّةً

وَرَوَاهُ بْنُ عَمِيْنَةَ عَنْ بَنِ جُرَيْجٍ بِإِسْنَادِهِ (مثله) وَزَادَ قَالَ بَنِ جُرَيْجٍ فَسَلْتُ عَنْهُ الزُّهْرِيَّ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَلَمْ يَرِ واحد هذا الكلام عن بَنِ جُرَيْجٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ غَيْرِ بْنِ عَلِيٍّ فَتَعَلَّقَ بِهِ مَنْ أَحْجَاؤُا لِطَرَحٍ بَعِيْرٍ وَلِيٍّ وَقَالَ هُوَ حَدِيثٌ وَاهٍ إِذْ قَدْ اُنْكِرَهُ الزُّهْرِيُّ الدِّنْيِيُّ عَنْهُ رُوِيَ وَطَعْنُوا بِهِ لَكِنْ عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى فِي حِفْظِهِ قَالُوا لَمْ يَتَّبِعْهُ عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنَ الْحَفَظِ أَصْحَابِ الزُّهْرِيٍّ وَقَالَ بِهِ مَنْ لَمْ يَجْزِ لَطَرَحٍ إِلَّا بِإِذْنِ وَلِيٍّ

وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيْحٌ لِأَنَّهُ نَقَلَهُ عَنِ الزُّهْرِيٍّ تَقَاتٌ

قَالُوا وَسُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى إِمَامُ أَهْلِ الشَّامِ وَفَقِيْهُهُمْ عَنْ الزُّهْرِيٍّ

وَقَدْ رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيٍّ مَلَكُوهُ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْحُجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةٍ وَلَا يَفْضُرُ انْكَارُ الزُّهْرِيٍّ لَهُ لِأَنَّهُ مَنْ نَسِيَ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ حَفِظَهُ لَمْ يَفْزُرْ لَكِنْ مَنْ حَفِظَهُ عَنْهُ (الاستدكار، ۵/۳۹۲)

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس حدیث کو ایک جماعت نے ابن جریج سے روایت کر کے اس میں کسی علت کی نشاندہی نہیں کی اور ابن عیینہ نے اس کو ابن جریج سے اپنی سند سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں یہ زیادتی بیان کی ہے کہ:

ابن جریج نے کہا: کہ پس میں نے زہری سے اس (حدیث) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کو نہیں پہچانا اور اس حدیث میں یہ ابن جریج سے یہ کلام کسی نے بھی نقل نہیں کیا سوائے ابن علیہ کے۔ پس اسی کو ان لوگوں نے دلیل بنایا جو بغیر ولی کے نکاح کو جائز مانتے ہیں اور کہنے لگے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ زہری جن سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے انہی نے خود اس حدیث کا انکار کیا اور اسی بنا پر سلیمان بن موسیٰ پر اس کے حافظے کے تعلق سے طعن کرنے لگے اور کہا کہ: اصحاب زہری میں سے جو حفاظ ہیں ان میں سے کسی نے بھی ان کی اس حدیث میں متابعت نہیں کی اور جو لوگ نکاح کے جواز کے لیے ولی کا شرط مانتے ہیں انہوں نے اس حدیث کو مانا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ زہری سے اس کو ثقات نے نقل کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ:

سلیمان بن موسیٰ زہری سے روایت کرنے میں اہل شام کے امام اور فقیہ ہیں۔

اور زہری سے اس روایت کو سلیمان بن موسیٰ کی طرح جعفر بن ربیعہ اور حجاج بن ارطاة نے بھی روایت کیا ہے اور امام زہری کا اس کا انکار کرنا اس کو ضرر نہیں دیتا کیونکہ جو شخص کوئی چیز یاد کرنے کے بعد بھول جائے تو یہ اس شخص کے لئے ضرر ناک نہیں جس نے اس سے وہ بات یاد کر لی ہو۔"

اس خلاصہ سے یہ سمجھ آ رہا ہے کہ انہوں نے ابن علیہ کی سند سے مروی روایت کا رد کیا ہے اور سلیمان بن موسیٰ کی متابعت ہونے کی وجہ سے سلیمان بن موسیٰ پر کی گئی طعن کا بھی رد کیا ہے اسی لیے ممکن ہے سلیمان بن موسیٰ کی توثیق کا اطلاق ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اسی امام زہری رحمہ اللہ کی روایت میں کیا ہو باقی مرویات میں نہیں جیسا کہ ہم نے اوپر دیکھا۔

شیخ ابوالحسن السلیمانی جو کہ شیخ البانی اور شیخ مقبل کے مشہور شاگرد ہے سلیمان بن موسیٰ کے تعلق سے کہتے ہیں
من اطلق فیہ التوثیق، ویمكن حمل اطلاق توثيقه علی روايته عن الزهري ومكحول، لقول ابن معين وغيره

"جنہوں نے مطلق سلیمان بن موسیٰ کی توثیق کی ممکن ہے امام زہری اور مکحول کی روایت میں توثیق جو ابن معین وغیرہ کے قول

کے مطابق ہے وہاں سے لیا ہو۔"

امام دارقطنی اور سلیمان بن موسیٰ کی توثیق:

الدارقطنی: من الثقات الحفاظ (کتاب العلل 110/5 موسوعة احوال الدار قطنی ۳۰۳/۱)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا سلیمان بن موسیٰ ثقہ حفاظ میں سے ہیں۔

امام دارقطنی نے سلیمان بن موسیٰ سے مروی حدیث اپنی کتاب الافراد میں ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

حدثنا عبد الله بن سليمان بن الأشعث، ثنا الحسين بن علي بن مهران، ثنا عصام بن يوسف، ثنا عبد الله بن المبارك، عن ابن جرتج، عن سليمان بن موسى، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «المضمضة والاستنشاق في الوضوء الذي لا بد منه». «هذا حديث غريب من حديث الزهري، عن عروة، عن عائشة.

اس کے بعد امام دارقطنی اس حدیث کو غریب کہنے کی وجہ بتلاتے ہیں "تفرد به سليمان بن موسى الدمشقي عنه، ولم يروه عنه غير ابن جرتج، وهو غريب من حديث عبد الله بن المبارك، عن ابن جرتج، تفرد به عصام بن يوسف عنه"

اس حدیث کو امام زہری سے روایت کرنے میں سلیمان بن موسیٰ الدمشقی منفرد ہے اور ان سے ابن جرتج کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا، اور وہ حدیث عبد اللہ بن مبارک کے احادیث میں سے غریب ہیں جو انہوں نے ابن جرتج سے روایت کیا اور اس کی وجہ امام دارقطنی بتلاتے ہیں کی عصام بن یوسف، ابن المبارک سے روایت کرنے میں منفرد ہے۔

المضمضة والاستنشاق والی روایت کو حسن غریب کہنے کی وجوہات میں امام دارقطنی نے سلیمان بن موسیٰ کے تفرد کو بھی واضح کیا۔

ابن رجب رحمہ اللہ اور سلیمان بن موسیٰ:

ابن رجب رحمہ اللہ نے کہا:

(سليمان) بن موسى الدمشقي، الفقيه، يروي الأحاديث بالفاظ مستغربة. (شرح علل الترمذي 2/834)

سليمان بن موسى فقيه ہیں عجیب الفاظ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

ابن المدینی رحمہ اللہ نے امام نافع سے روایت کرنے کی بنیاد پر ان کے اصحاب کے طبقات بنائے ہیں جس میں سليمان بن موسى کو تیسرے طبقہ میں اور موسى بن عقبہ، لیث بن سعد ضحاک بن عثمان وغیرہ کو سليمان بن موسى کے بعد کے طبقات میں ذکر کیا تو

ابن رجب رحمہ اللہ، ابن المدینی رحمہ اللہ کے بنائے ہوئے طبقات کو نقل کرنے کے بعد کہا

وقد خولف في بعض هذا الترتيب، فمن ذلك وتقديم سليمان بن موسى على موسى بن عقبه، والليث والضحاک بن عثمان، ومالك بن

مغول، وجويرية، ويونس. (شرح علل الترمذي 2/618)

"اس ترتیب میں ابن المدینی رح سے کچھ اختلاف کیا گیا اور اس میں موسى بن عقبہ، لیث بن سعد اور ضحاک بن عثمان اور مالک بن

مغول اور جويرية اور يونس پر سليمان بن موسى کو مقدم کیا۔"

اس کے بعد کہتے ہیں:

وحديث جويرية والليث بن سعد عن نافع مخرج في الصحيحين، وسليمان بن موسى قد تكلم فيه غير واحد، ولم يخرج جاده شيئا (شرح علل

الترمذي 2/618)

"اور جويرية اور الليث بن سعد کی نافع سے روایت صحیحین میں لی گئی ہے سليمان بن موسى پر تو ایک سے زائد لوگوں نے کلام کیا

ہے اور صحیحین میں ان سے کچھ بھی نہیں لیا گیا۔"

ابن رجب رحمہ اللہ کہے رہے ہیں کہ سليمان بن موسى کی امام نافع سے کیا کسی اور سے بھی کوئی روایت صحیحین میں نہیں لی گئی۔

اسی طرح ابن رجب رحمہ اللہ، امام نسائی رحمہ اللہ نے امام نافع کے جو طبقات بنائے ہیں اس کو بھی نقل کیا جس میں امام نسائی رحمہ

اللہ نے سليمان بن موسى کو چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے دیکھیے (شرح علل الترمذي 2/619)

ابن رجب اور ایک مقام پر کہتے ہیں

وسليمان بن موسى، مختلف فيه. (فتح الباري لابن رجب 7/189)

سليمان بن موسى مختلف فيه راوی ہے۔

وسليمان مختلف في توثيقه. (فتح الباري لابن رجب 9/151)

سلیمان بن موسیٰ کی توثیق میں اختلاف ہے۔

وسلیمان بن موسیٰ، مختلف فی امرہ۔ (فتح الباری لابن رجب 449/7)

شیخ ابوالحسن السلیمانی کہتے ہیں کہ اس طرح کی عبارات شواہد اور متابعات والے راوی کے لیے ہوتے ہیں

ملاحظہ کریں

وقد ذهب إلى ما قرره العراقي وغيره من الذين ذكروا ألفاظ الجرح والتعديل، فقد ذكروا اللفظة: «فيه اختلاف»، و«فيه خلف»،

و«مختلف فيه»، من عبارات الشواهد والمتابعة (تحاف النبيل 233/1)

حافظ ابن حجر اور سلیمان بن موسیٰ:

ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا

صدق فقيه في حديثه بعض لين وخو لا قبل موته بقليل (تقريب التذیب: ۲۶۱۶)

صدق فقیہ ہیں آپ کی حدیث میں کچھ کمزوری ہے اور وفات سے پہلے ان کا تھوڑا سا حافظہ بگڑ گیا تھا۔

حافظ ابن حجر نے سلیمان بن موسیٰ کو صدوق کہا اور یہ بھی کہا کہ آپ کی حدیث میں کچھ کمزوری ہے اور یہ اس لیے کہی کہ جب

حافظ نے سلیمان بن موسیٰ کی مرویات کا جائزہ لیا تو انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کی حدیثوں میں کچھ اضطراب ہے یا کچھ

مناکیر (افراد) ہیں یا کچھ خرابی ہے جو ائمہ نقد سے بھی ہمیں یہ باتیں ملی ہیں جو ہم نے پہلے دیکھا دوبارہ مختصر ادیکھ لیتے ہیں

امام ابو حاتم نے کہا :

محلہ الصدق وفي حديثه بعض الاضطراب (الجرح والتعديل ج 4 ص 141)

ان کا مقام صدق ہے اور آپ کی حدیثوں میں کچھ اضطراب ہے۔ ابو حاتم الرازی رح کا قول بھی اسی طرح ہے جیسا حافظ ابن حجر

نے کہا جس سے حافظ ابن حجر کو تائید حاصل ہوتی ہے اور امام ابو حاتم الرازی کا محلہ صدق کہنے پر ابن ابی حاتم نے کہا

وإذا قيل له: صدوق أو محلّه الصدق أو لا بأس به، فهو من يكتب حديثه وينظر فيه، وهي المنزلة الثانية. (الجرح والتعديل 37/2)

جب کسی کے لیے کہا گیا کہ وہ صدوق ہے یا اس کا مقام صدوق ہے یا اس میں کوئی حرج نہیں تو وہ ایسا ہے جس کی حدیث لکھی جاتی

ہے اور دیکھا جاتا ہے اور یہ دوسرا درجہ ہے۔

اسی طرح حافظ مزنی، امام نسائی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا:

وقال في موضع آخر في حديثه شيء (التحذير الكمال في أسماء الرجال 97/12)

اور دوسری جگہ امام نسائی نے فرمایا ان کی حدیث میں کچھ (خرابی) ہے۔ اسی طرح امام ابو احمد الحاکم رحمہ اللہ نے کہا:

في حديثه بعض المنكير (الاسامي والكنى لأبي احمد الحاکم 289/1)

ان کی حدیثوں میں کچھ منکیر ہیں یہ تمام اقوال حافظ کے قول کی تائید کرتے ہیں کہ ان کی حدیثوں میں کچھ کمزوری ہوتی ہے ایک تو حافظ نے صدوق کہا اور ان کی حدیث میں کچھ کمزوری کی بات بھی کہی اور ساتھ میں یہ بھی کہا کہ وفات سے پہلے ان کا تھوڑا سا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ حافظ نے یہ باتیں تقریب میں کہی ہیں جہاں ان کا کسی راوی پر واضح حکم ہوتا ہے یعنی ان کے نزدیک جو باتیں ثابت ہوتی ہیں وہی اس راوی پر ان کا فیصلہ ہوتا ہے۔ موت سے قبل اختلاط والی بات جو کہی گئی ہے یہ ابن المدینی رحمہ اللہ کا قول ہے جس کو حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں بھی نقل کیا اب یہ قول ثابت ہے یا نہیں یہ الگ بحث ہے لیکن حافظ کے نزدیک تو یہ قول ثابت معلوم ہوتا ہے اس لیے تو انہوں نے تقریب میں بھی لکھا۔ حافظ ابن حجر کا قول صدوق فی حدیثہ بعض لین کا تعاقب کرتے ہوئے شیخ ابو عمر دبیان بن محمد دبیان جو وزارة الشؤون

الاسلامیہ میں قانونی مشیر ہے احکام الطمارة میں لکھتے ہیں

قال راجح ان سليمان بن موسى صدوقه أوهام، لا يقبل ما تفرده

راجح یہ ہے کہ سلیمان بن موسی صدوق ہے اور ان سے غلطیاں ہوئی ہیں، ان کی اس روایت کو قبول نہیں کیا جاتا جس میں وہ تفرّد رکھتے ہیں

اگرچہ صدوق کہنے میں خفیف الضبط ہوتا ہے لیکن ائمہ نقد سے سلیمان بن موسی پر حفظ پر بھی کلام کیا گیا ہے جن میں امام نسائی نے **ليس بالقوي** کہا، کفایت اللہ سنابلی کہتے ہیں "ليس بالقوي" حفظ پر جرح ہے (ایام قربانی اور آثار صحابہ مع اشکالات کا ازالہ ص 24) اور ابن عبد البر رحمہ اللہ نے کہا کہ محدثین کے نزدیک سلیمان بن موسی **سوء الحفظ** ہے اور امام ابو حاتم الرازی نے بھی ان کی حدیث میں کچھ اضطراب والی بات کہی اور ایسے راویوں کی منفرد روایات کو بعض محدثین تو منکر بھی کہہ دیتے ہیں جیسے امام ابو داود، امام بخاری وغیرہ نے سلیمان بن موسی کی تفرّد والی حدیث پر منکر کا حکم لگایا ہے۔

شیخ ابو غدہ رحمہ اللہ قواعد فی علوم الحدیث کی تحقیق میں شیخ احمد شاکر کا باعث الحثیث میں ص 118 سے کلام نقل کرتے ہیں

فما كان من الثانية والثالثة فحديثه صحيح من الدرجة الأولى، وغالبه في الصحيحين. وما كان من الدرجة الرابعة فحديثه صحيح من الدرجة

الثانية، وهو الذي يحسنه الترمذي وليسكت عنه أبو داود. وما بعد هاهنا مردود إلا إذا تعددت طرقه

یعنی (جرح و تعدیل کے لحاظ جو طبقات حافظ ابن حجر نے بیان کئے ان میں) صحابہ کے بعد رواۃ کے دوسرے اور تیسرے درجہ کے رواۃ کی احادیث اول درجہ کی صحیح ہیں، جن میں غالب صحیحین میں پائی جاتی ہیں، اور چوتھے درجہ کے رواۃ کی احادیث صحت کے لحاظ سے درجہ دوم کی احادیث ہیں، اور یہ وہی احادیث ہیں جنہیں امام ترمذی حسن کہتے ہیں، اور ابو داود ان پر سکوت فرماتے ہیں۔ اور اس چوتھے درجہ کے رواۃ کے بعد کے درجات کے رواۃ کی روایات مردود (ضعیف) ہیں، ہاں اگر ان کے طرق ایک سے زائد ہوں (تو دیکھا جائے گا) انتہی

فما كان من الدرجة الخامسة والسادسة فيتقوى بذلك ويصير حسنا لغيره.

جو پانچویں اور چھٹے مرتبہ کے ہیں ان کی روایت حسن لغیرہ ہوگی۔
اس کے بعد شیخ ابو غدہ رح اس تحقیق کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ تحقیق صحیح جگہ پہنچی ہے۔ یتبیین سدید للغایۃ شیخ احمد شاکر کے بقول چوتھے مرتبہ کے راوی کے لیے ابو داود سکوت کرتے ہیں اور امام ترمذی تحسین کرتے ہیں امام ابو داود نے سلیمان بن موسیٰ کی حدیث کو منکر کہا ہے سکوت نہیں کیا دیکھیے (سنن ابو داود رقم 4924) اور امام ترمذی نے بھی جن روایات کی تحسین کی ہے ان میں سلیمان بن موسیٰ کی متابعات موجود ہے اور منفرد روایات کی تحسین نہیں کی جہاں ان کا تفرد ہے وہاں اس بات کی صراحت بھی کی ہے کہ اس میں سلیمان بن موسیٰ کا تفرد ہے اور اس منفرد روایت کی تحسین نہیں کی دیکھیے (السنن الترمذی ت احمد شاکر رقم 469، 1657)

کفایت اللہ سنابلی صاحب خود عبد الرحمن بن اسحاق الواسطی کے تعلق سے لکھتے ہیں

"اگر یہ راوی امام ترمذی کے نزدیک حسن الحدیث ہوتا تو امام ترمذی ہر جگہ اس کی حدیث کو حسن کہتے، لیکن ایسا نہیں۔" (انوار البدر ص 593)

سلیمان بن موسیٰ کو چوتھے مرتبہ کے راوی کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لہذا سلیمان بن موسیٰ پانچویں مرتبہ کے راوی ہوں گے اور ان کی روایت متابعت میں قبول کی جائیگی۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

کچھ عربی علماء کے نزدیک سلیمان بن موسیٰ:

1- شیخ احمد بن عمر باز مول سلفی لکھتے ہیں

لأن سليمان بن حفصه شيء ومثله يتوقف فيما ينفرد به أو يخالف والده علم (المقرب في بيان المضطرب ص 264)

اسی لیے کہ سلیمان بن موسیٰ کے حافظہ میں کچھ خرابی ہے تو ایسا راوی جب منفرد ہوتا ہے یا دوسروں سے مخالفت کرتا ہے تو وہ اس طرح

ہے جس کی حدیث قبول کرنے میں توقف کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

2- شیخ ابوالحسن السلیمانی جو کہ شیخ البانی اور شیخ مقبل کے مشہور شاگرد ہے کہتے ہیں

من أطلق فيه التوثيق، ويمكن حمل إطلاق توثيقه على روايته عن الزهري ومحول، لقول ابن معين وغيره

جنہوں نے مطلق سلیمان بن موسیٰ کی توثیق کی، ہو سکتا ہے امام زہری اور محمول کی روایت میں توثیق جو ابن معین وغیرہ کے قول کے مطابق ہے وہاں سے لیا ہو۔

3- حافظ ابن حجر کا قول صدوق فی حدیثہ بعض لیں کا تعاقب کرتے ہوئے شیخ ابو عمر بیان بن محمد الدبیان لکھتے ہیں

فالراجح ان سليمان بن موسى صدوق به أو هام، لا يقبل ما تفرد به (احكام الطهارة ج 8، 7، 6 ص 581)

راجح یہ ہے کہ سلیمان بن موسیٰ صدوق ہے اور ان سے غلطیاں ہوئی ہیں، ان کی اس روایت کو قبول نہیں کیا جاتا جس میں وہ تفرد رکھتے ہیں

4- عبدالرحمن بن نوفل بن فالح سلیمان بن موسیٰ کے تعلق سے لکھتے ہیں

كان إماماً في الفقه وجودة المسائل، ولكنه ليس قوي التثبت في الروايات فقد حصلت له أو هام كثيرة، وانكرت عليه أحاديث الحديث

المعتمد عند نقاد الحديث ص 656)

5- شیخ ابی عبدالباری عبدالحمید العربی الجزائری لکھتے ہیں

فبعد سرد أقوال أهل العلم تبين لي أن سليمان هذا صدوق فقيه من كبار أوعية العلم، إلا أن له غرائب وأوهاماً مناكير، فلا يقبل

منه ما تفرد به، (سني الأضواء في حكم مس المصحف للمحدث والجنب والحائض والنفساء).

شیخ کہتے ہیں اہل علم کے اقوال کی تحقیق کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ سلیمان صدوق فقیہ ہے بہت زیادہ علم رکھنے والوں میں سے ہیں

صرف یہی ہے کہ ان سے غرائب اور غلطیاں اور مناکیروں میں ان کا تفرد ہے اس کو قبول نہیں کیا جاتا۔

6- شیخ حمزہ احمد الزین مسند احمد کے حاشیہ میں لکھتے ہیں

سلیمان بن موسیٰ الدمشقی الأموی الفقیہ، تلموا فی حفظہ (المسند لأحمد بن حنبل 415/11) سلیمان بن موسیٰ الدمشقی الأموی

ایک فقیہ ہے اور ان کے حافظہ پر کلام کیا گیا ہے۔